خطبہ جمعہ

”روحانی طور پر دین اسلام کا غلبہ جو حجج قاطعہ اور براہین ساطعہ پر موقوف ہے اس عاجز کے ذریعہ مقدر ہے“۔

(ارشاد حضرت مسیح موعود علیہ السلام)

آنحضرت ﷺ اور آپ کی امت اور دوسرے انبیاء اور ان کی قوموں کے شہید اور شاھد ہونے سے متعلق آیات قرآنیہ اور احادیث ومفسرین کی تفاسیر کے حوالہ سے مختف پہلوؤں کا تذکرہ)

خطبہ جمعہ سیدنا امیرالمومنین حضرت مرزا طاہر احمد خلیفۃ المسیح الرابع ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز – فرمودہ ۷؍جون ۲۰۰۲ء بمطابق ۷؍احسان ۱۳۸۱ھ ہجری شمسی بمقام مسجد فضل لندن (برطانیہ)

(خطبہ جمعہ کا یہ متن ادارہ الفضل اپنی ذمہ داری پر شائع کر رہا ہے)

أشهد أن لا إله إلا الله وحده لا شريك له وأشهد أن محمداً عبده و رسوله–

أما بعد فأعوذ بالله من الشيطان الرجيم– بسم الله الرحمٰن الرحيم –

الحمدلله رب العٰلمين – الرحمٰن الرحيم – مٰلك يوم الدين – إياك نعبد و إياك نستعين –

اهدنا الصراط المستقيم – صراط الذين أنعمت عليهم غير المغضوب عليهم ولا الضالين–

خداتعالیٰ کی صفات اَلشَّھِیْد اور اَلشَّاھِد کی آج تیسری قسط پیش خدمت ہے۔ سورۃ الفتح میں اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:

﴿هُوَالَّذِیْٓ اَرْسَلَ رَسُوْلَهٗ بِالْهُدٰی وَدِیْنِ الْحَقِّ لِیُظْهِرَهٗ عَلَی الدِّیْنِ كُلِّهٖ. وَكَفٰی بِاللّٰهِ شَهِیْدًا﴾(سورة الفتح :۲۹)۔ وہی ہے جس نے اپنے رسول کو ہدایت اور دینِ حق کے ساتھ بھیجا تاکہ وہ اُسے دین (کے ہر شعبہ) پر کلیۃً غالب کر دے۔ اور گواہ کے طور پر اللہ بہت کافی ہے۔

علامہ فخر الدین رازیؒ اس کی تفسیر میں لکھتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے ﴿كَفٰی بِاللّٰهِ شَهِیْدًا﴾ کہ محمد رسول اللہ کی رسالت کے گواہ کے طور پر اللہ کافی ہے۔ اور اس میں ایک لطیف معنی ہے اور وہ یہ کہ اللہ تعالیٰ کا یہ فرمانا کہ ویسے تو ہر چیز کافی ہے لیکن رسالت کے معاملہ میں اس کی کفایت زیادہ واضح اور روشن ہے۔ کیونکہ رسول تو مُرْسِلْ کے قول سے ہی رسول ہے۔ پس جب بادشاہ کہتا ہے کہ یہ میرا ایپامبر ہے تو اگر دنیا کے تمام لوگ انکار کر دیں تو ان کے انکار کا کچھ فائدہ نہ ہوگا۔ پس اللہ تعالیٰ فرماتا ہے اس رسول کی رسالت میں میری اس تصدیق کے ساتھ کہ یہ میرا رسول ہے منکرین رسالت کے انکار سے کون سا خلل واقع ہو سکتا ہے۔

حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام فرماتے ہیں:۔

”یہ آیت جسمانی اور سیاستِ ملکی کے طور پر حضرت مسیحؑ کے حق میں پیشگوئی ہے اور جس غلبہ کاملہ دینِ اسلام کا وعدہ دیا گیا ہے وہ غلبہ مسیح کے ذریعے سے ظہور میں آئے گا اور جب حضرت مسیح علیہ السلام دوبارہ اِس دنیا میں تشریف لائیں گے تو اُن کے ہاتھ سے دینِ اسلام جمیع آفاق اور اقطار میں پھیل جائے گا لیکن اِس عاجز پر ظاہر کیا گیا ہے کہ یہ خاکسار اپنی غربت اور انکسار اور توکّل اور ایثار اور آیات اور انوار کے رُو سے مسیح کی پہلی زندگی کا نمونہ ہے اور اِس عاجز کی فطرت اور مسیح کی فطرت باہم نہایت ہی متشابہ واقع ہوئی ہے گویا ایک ہی جوہر کے دو ٹکڑے یا ایک ہی درخت کے دو پھل ہیں اور بحدی اِتحاد ہے کہ نظرِ کشفی میں نہایت ہی باریک امتیاز ہے اور نیز ظاہری طور پر بھی ایک مشابہت ہے اور وہ یوں کہ مسیح ایک کامل اور عظیم الشان نبی یعنی موسیٰ کا تابع اور خادم دین تھا اور اُس کی انجیل توریت کی فرع ہے اور یہ عاجز بھی اُس جلیل الشان نبی کے احقر خادمین میں سے ہے کہ جو سید الرسلؐ اور سب رسولوں کا سر تاج ہے۔ اگر وہ حامد ہیں تو وہ احمدؐ ہے اور اگر وہ محمود ہیں تو وہ محمدؐ ہے ﷺ۔ سو چونکہ اِس عاجز کو حضرت مسیحؑ سے مشابہتِ تامہ ہے اس لئے خداوند کریم نے مسیحؑ کی پیشگوئی میں ابتداء سے اِس عاجز کو بھی شریک رکھا ہے یعنی حضرت مسیحؑ پیشگوئی متذکرہ بالا کا ظاہری اور جسمانی طور پر مصداق ہے اور یہ عاجز روحانی اور معقولی طور پر اُس کا محل اور مورد ہے یعنی روحانی طور پر دینِ اسلام کا غلبہ جو حُجَجِ قاطِعہ اور براہینِ ساطِعہ پر موقوف ہے اِس عاجز کے ذریعے سے مقدّر ہے گو اس کی زندگی میں یا بعد وفات ہو اور اگرچہ دینِ اسلام اپنے دلائلِ حقّہ کے رُو سے قدیم سے غالب چلا آیا ہے اور ابتداء سے اس کے مخالف رُسوا اور ذلیل ہوتے چلے آئے ہیں لیکن اس غلبہ کا مختلف فرقوں اور قوموں پر ظاہر ہونا ایک ایسے زمانے کے آنے پر موقوف تھا کہ جو باعث کھل جانے راہوں کے تمام دنیا کو ممالک متحدہ کی طرح بناتا ہو اور ایک ہی قوم کے حکم میں داخل کرتا ہو اور تمام اسبابِ اشاعتِ تعلیم اور تمام وسائلِ اشاعتِ دین کے بہ تمام تر سہولت و آسانی پیش کرتا ہو اور اندرونی اور بیرونی طور پر تعلیمِ حقّانی کے لئے نہایت مناسب اور موزوں ہو۔“

(براہین احمدیہ۔ صفحہ ۴۹۸۔۴۹۹)

﴿یَوْمَ یَبْعَثُهُمُ اللّٰهُ جَمِیْعًا فَیُنَبِّئُهُمْ بِمَا عَمِلُوْا. اَحْصٰهُ اللّٰهُ وَنَسُوْهُ .وَاللّٰهُ عَلٰی كُلِّ شَیْءٍ شَهِیْدٌ﴾(سورة المجادله :۷)۔ جس دن اللہ ان کو ایک جمعیّت کے طور پر اٹھائے گا پھر انہیں اس کی خبر دے گا جو وہ کیا کرتے تھے۔ اللہ نے اس (عمل) کا شمار رکھا ہوا ہے جبکہ وہ اسے بھول چکے ہیں۔ اور اللہ ہر چیز پر گواہ ہے۔

پھر سورۃ الحشر کی آیت ہے ﴿ اَلَمْ تَرَ اِلَی الَّذِیْنَ نَافَقُوْا یَقُوْلُوْنَ لِاِخْوَانِهِمُ الَّذِیْنَ كَفَرُوْا مِنْ اَهْلِ الْكِتٰبِ لَئِنْ اُخْرِجْتُمْ لَنَخْرُجَنَّ مَعَكُمْ وَلَا نُطِیْعُ فِیْكُمْ اَحَدًا اَبَدًا. وَّاِنْ قُوْتِلْتُمْ لَنَنْصُرَنَّكُمْ . وَاللّٰهُ یَشْهَدُ اِنَّهُمْ لَكٰذِبُوْنَ﴾(سورة الحشر :۱۲)۔ کیا تُو نے ان کی طرف نظر نہیں دوڑائی جنہوں نے نفاق کیا۔ وہ اہل کتاب میں سے اپنے ان بھائیوں سے جنہوں نے کفر کیا کہتے ہیں کہ اگر تم نکال دیئے گئے تو تمہارے ساتھ ہم بھی ضرور نکلیں گے اور تمہارے بارے میں کبھی کسی کی اطاعت نہیں کریں گے اور اگر تمہارے خلاف لڑائی کی گئی تو ہم ضرور تمہاری مدد کریں گے۔ اور اللہ گواہی دیتا ہے کہ یقیناً وہ جھوٹے ہیں۔

سورۃ المنافقون کی آیت ہے:﴿ اِذَا جَآءَ كَ الْمُنٰفِقُوْنَ قَالُوْا نَشْهَدُ اِنَّكَ لَرَسُوْلُ اللّٰهِ .وَاللّٰهُ یَعْلَمُ اِنَّكَ لَرَسُوْلُهٗ .وَاللّٰهُ یَشْهَدُ اِنَّ الْمُنٰفِقِیْنَ لَكٰذِبُوْنَ﴾(سورة المنافقون:۲)۔ جب منافق تیرے پاس آتے ہیں تو کہتے ہیں ہم گواہی دیتے ہیں کہ ضرور تُو اللہ کا رسول ہے۔ اور اللہ جانتا ہے کہ تُو یقیناً اس کا رسول ہے۔ پھر بھی اللہ گواہی دیتا ہے کہ منافق یقیناً جھوٹے ہیں۔

حضرت خلیفۃ المسیح الاوّل رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں: ”بہت سے آدمی اس قسم کے ہوتے ہیں کہ قسمیں کھا کھا کر کہتے ہیں کہ ہم اللہ کے رسول پر ایمان رکھتے ہیں لیکن اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ ہم جانتے ہیں کہ اے محمد ﷺ! تُو ہمارا رسول ہے۔ لیکن ہم قسم کھاتے ہیں کہ یہ لوگ جو اس قسم کے دعوے کرتے ہیں تو یہ صریح جھوٹے ہیں اور منافق ہیں۔ کیونکہ ان کا عمل در آمد ان کے دِلی ایمان کے خلاف ہے۔ اور جو باتیں یہ زبان سے کہتے ہیں، اُن کے دل ان باتوں کو نہیں مانتے۔“ (الحکم۔ ۲۴؍دسمبر ۱۹۰۷ء۔ صفحہ ۱۱)

اب آنحضرت ﷺ کے متعلق اور آپؐ کی امت نیز بعض دوسرے انبیاء اور ان کی قوموں کے "شَہِیْد" اور "شَاھِد" ہونے سے متعلق بعض قرآنی آیات اور ان کی تفسیر میں دیگر حوالہ جات پیش کرتا ہوں۔

سورۃ البقرہ آیت ۱۴۴: ﴿وَكَذٰلِكَ جَعَلْنٰكُمْ اُمَّةً وَّسَطًا لِّتَكُوْنُوْا شُهَدَآءَ عَلَى النَّاسِ وَيَكُوْنَ الرَّسُوْلُ عَلَيْكُمْ شَهِيْدًا. وَمَا جَعَلْنَا الْقِبْلَةَ الَّتِىْ كُنْتَ عَلَيْهَا اِلَّا لِنَعْلَمَ مَنْ يَّتَّبِعُ الرَّسُوْلَ مِمَّنْ يَّنْقَلِبُ عَلٰى عَقِبَيْهِ. وَاِنْ كَانَتْ لَكَبِيْرَةً اِلَّا عَلَى الَّذِيْنَ هَدَى اللّٰهُ. وَمَا كَانَ اللّٰهُ لِيُضِيْعَ اِيْمَانَكُمْ. اِنَّ اللّٰهَ بِالنَّاسِ لَرَءُوْفٌ رَّحِيْمٌ﴾ (سورۃ البقرہ: ۱۴۴)۔ اور اسی طرح ہم نے تمہیں وسطی امت☆ بنادیا تاکہ تم لوگوں پر نگران ہو جاؤ اور رسول تم پر نگران ہو جائے۔ اور جس قبلہ پر تُو (پہلے) تھا وہ ہم نے محض اس لئے مقرر کیا تھا تاکہ ہم اُسے جان لیں جو رسول کی اطاعت کرتا ہے بالمقابل اس کے جو اپنی ایڑیوں کے بَل پھر جاتا ہے۔ اور اگرچہ یہ بات بہت بھاری تھی مگران پر (نہیں) جن کو اللہ نے ہدایت دی۔ اور اللہ ایسا نہیں کہ تمہارے ایمانوں کو ضائع کردے۔ یقیناً اللہ لوگوں پر بہت مہربان (اور) بار بار رحم کرنے والا ہے۔

حضرت ابوسعید خُدری رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا قیامت والے دن حضرت نوحؑ کو لایا جائے گا اور کہا جائے گا کہ کیا آپ نے (خدا کا پیغام) پورے طور پر پہنچادیا تھا۔ وہ جواب دیں گے: ہاں اے میرے ربّ! اس پر آپ کی امت سے پوچھا جائے گا کہ کیا انہوں نے آپ کو پیغام پہنچایا تھا، تو وہ کہیں گے کہ ہمارے پاس تو کوئی ڈرانے والا آیا ہی نہیں۔ اس پر آپ سے پوچھا جائے گا کہ تمہارے گواہ کون ہیں؟ وہ کہیں گے کہ محمدؐ اور ان کی امت۔ (آنحضرت ﷺ نے فرمایا) اس پر تمہیں لایا جائے گا اور تم گواہی دو گے۔ پھر رسول اللہ ﷺ نے یہ آیت پڑھی ﴿وَكَذٰلِكَ جَعَلْنَاكُمْ اُمَّةً وَّسَطًا﴾ یعنی عدل کرنے والی امت۔ اور یہ آیت پڑھی ﴿لِتَكُوْنُوْا شُهَدَاءَ عَلَى النَّاسِ وَيَكُوْنَ الرَّسُوْلُ عَلَيْكُمْ شَهِيْدًا﴾۔ تاکہ تم لوگوں پر شہید ہو اور رسول تم لوگوں پر شہید ہو۔ (بخاری، کتاب الاعتصام)۔

"عَنْ اَبِىْ هُرَيْرَةَ قَالَ: مَرُّوْا بِجَنَازَةٍ عَلَى النَّبِىِّ ﷺ فَاَثْنَوْا عَلَيْهَا خَيْرًا فَقَالَ النَّبِىُّ ﷺ "وَجَبَتْ". ثُمَّ مَرُّوْا بِجَنَازَةٍ اُخْرٰى فَاَثْنَوْا عَلَيْهَا شَرًّا. فَقَالَ النَّبِىُّ ﷺ: "وَجَبَتْ". قَالُوْا: يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ! قَوْلُكَ الْاُوْلٰى وَالْاُخْرٰى "وَجَبَتْ"؟ فَقَالَ النَّبِىُّ ﷺ "اَلْمَلَآئِكَةُ شُهَدَآءُ اللّٰهِ فِى السَّمَآءِ وَاَنْتُمْ شُهَدَآءُ اللّٰهِ فِى الْاَرْضِ"۔

(سنن نسائی، کتاب الجنائز، بابُ الثنآء)

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں کہ لوگ رسول اللہ ﷺ کے سامنے سے ایک جنازہ لے کر گزرے اور لوگوں نے اچھے انداز میں اس کی تعریف کی۔ اس پر نبی ﷺ نے فرمایا "وَجَبَتْ"۔ پھر وہ ایک اور جنازہ لے کر گزرے تو لوگوں نے مرنے والے کو برے الفاظ سے یاد کیا۔ اس پر نبی ﷺ نے فرمایا "وَجَبَتْ"۔ صحابہؓ نے عرض کی۔ یارسول اللہ! آپ نے پہلے بھی "وَجَبَتْ" فرمایا تھا اور اب بھی "وَجَبَتْ" فرمایا ہے (اس سے آپ کی کیا مراد ہے؟) اس پر نبی ﷺ نے فرمایا فرشتے آسمان پر اللہ تعالیٰ کے شہداء ہیں اور تم زمین پر اللہ تعالیٰ کے شہداء ہو۔ (سنن نسائی، کتاب الجنائز، باب الثناء)

حضرت انس بن مالک رضی اللہ تعالیٰ عنہ بیان کرتے ہیں کہ نبی کریم ﷺ کے پاس سے ایک جنازہ گذرا اور لوگوں نے مرنے والے کی تعریف کی۔ آپؐ نے فرمایا: وَجَبَتْ یعنی اس کے حق میں قبول ہو گئی۔ پھر آپؐ کے پاس سے ایک اور جنازہ گذرا، جس کے بارہ میں لوگوں نے کہا کہ یہ اچھا آدمی نہ تھا۔ آپؐ نے فرمایا: وَجَبَت یعنی اس کے حق میں (بھی) قبول ہو گئی۔ اس پر رسول کریم ﷺ کی خدمت میں عرض کیا گیا کہ آپ نے اس (پہلے) جنازہ کے بارہ میں بھی کہا کہ اس کے حق میں یہ قبول ہو گئی اور اس (دوسرے) جنازہ کے بارہ میں بھی یہی فرمایا (کہ قبول ہو گئی)؟ اس پر آپؐ نے فرمایا:

"شَهَادَةُ الْقَوْمِ. اَلْمُؤْمِنُوْنَ شُهَدَآءُ اللّٰهِ فِى الْاَرْضِ"۔ یعنی یہ قوم کی شہادت ہے اور مومن تو زمین میں اللہ کے مقرر کردہ گواہ ہوتے ہیں۔ (سنن ابن ماجہ۔ کتاب الجنائز)

حضرت جابر بن عبداللہ رضی اللہ تعالیٰ عنہما بیان کرتے ہیں کہ: "نبی کریم ﷺ اُحد کے شہداء میں سے دو دو آدمیوں کو ایک ہی کپڑے میں لپیٹ دیتے تھے پھر پوچھتے کہ ان میں کون قرآن کریم کا زیادہ علم رکھنے والا ہے۔ پس جب کسی ایک کے متعلق بتایا جاتا تو اسے پہلے لحد میں اتارتے اور فرماتے: "اَنَا شَهِيْدٌ عَلٰى هٰٓؤُلَآءِ يَوْمَ الْقِيَامَةِ."۔ میں قیامت کے روز ان پر گواہ ہوں گا۔ آپ نے ان کو ان کے خون کے ساتھ ہی دفن کرنے کا حکم فرمایا، اس طرح کہ نہ انہیں غسل دیا گیا اور نہ ان کی نماز جنازہ پڑھی گئی"۔ (بخاری، کتاب الجنائز)

حضرت معاویہ بن ابو سلام اپنے والد سے اور وہ اپنے دادا ابو سلامؓ سے روایت کرتے ہیں کہ آنحضرت ﷺ کے صحابہ میں سے ایک شخص کا بیان ہے کہ ہم نے جُہَیْنَہ کے ایک قبیلے پر حملہ کیا تو مسلمانوں میں سے ایک شخص نے اس قبیلہ کے ایک شخص کا پیچھا کیا اور اس پر تلوار کا وار کیا لیکن اس کا وار اس شخص سے تو چوک گیا اور تلوار خود اس حملہ کرنے والے (مسلمان) کو جالگی۔ اس پر رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: اے مسلمانو! یہ تمہارا بھائی ہے۔ اس پر لوگ اس کی طرف دوڑے اور اسے فوت شدہ پایا۔ تب رسول ﷺ نے اسے اس کے انہی خون آلود کپڑوں میں لپیٹ دیا اور اس کی نماز جنازہ پڑھی اور دفن کر دیا۔ اس پر صحابہ نے عرض کیا اے اللہ کے رسول کیا یہ شہید ہے؟ آپؐ نے فرمایا: ہاں اور میں اس کے لئے گواہ ہوں۔

(سنن ابوداؤد، کتاب الجہاد)

حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام فرماتے ہیں:-

"آنحضرت ﷺ کے پاس ایک شخص آیا تھا اُس نے کچھ کہا تھا تو آپؐ نے فرمایا: بس کر، اب تو مَیں اپنی ہی امت پر گواہی دینے کے قابل ہو گیا ہوں، مجھے فکر ہے کہ میری امّت کو میری گواہی کی وجہ سے سزا ملے گی۔" (الحکم۔ جلد ۷۔ نمبر ۹۔ بتاریخ ۱۰/مارچ ۱۹۰۳ء)

حضرت مسیح موعود علیہ السلام فرماتے ہیں: "خدا نے اسلام کو دوسرے لوگوں کے لئے نمونہ بنایا ہے اس میں ایسی وسطی راہ اختیار کی گئی ہے جو افراط و تفریط سے بالکل خالی ہے۔

(بدر۔ جلد ۷، نمبر ۱۹ و ۲۰۔ بتاریخ ۲۴/مئی ۱۹۰۸ء۔ صفحہ ۳)

حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام فرماتے ہیں: "اس مبارک امّت کے لئے قرآن شریف میں وسط کی ہدایت ہے، توریت میں خدا تعالیٰ نے انتقامی امور پر زور دیا تھا اور انجیل میں عفو اور درگزر پر زور دیا تھا اور اس امّت کو موقعہ شناسی اور وسط کی تعلیم ملی۔ چنانچہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے وکذالك جعلنکم امّةً وّسْطًا یعنی ہم نے تم کو وسط پر عمل کرنے والے بنایا اور وسط کی تعلیم تمہیں دی، سو مبارک وہ جو وسط پر چلتے ہیں خَيْرُ الْاُمُوْرِ اَوْسَطُهَا۔"

(رپورٹ جلسہ اعظم مذاہب۔ صفحہ ۱۲۶)

﴿فَلَمَّآ اَحَسَّ عِيْسٰى مِنْهُمُ الْكُفْرَ قَالَ مَنْ اَنْصَارِىْٓ اِلَى اللّٰهِ. قَالَ الْحَوَارِيُّوْنَ نَحْنُ اَنْصَارُ اللّٰهِ. اٰمَنَّا بِاللّٰهِ. وَاشْهَدْ بِاَنَّا مُسْلِمُوْنَ﴾ (سورۃ آل عمران: ۵۳)۔ پس جب عیسیٰ نے اُن میں انکار (کا رجحان) محسوس کیا تو اس نے کہا کون اللہ کی طرف (بلانے میں) میرے انصار ہوں گے؟ حواریوں نے کہا ہم اللہ کے انصار ہیں، ہم اللہ پر ایمان لے آئے ہیں اور تُو گواہ بن جا کہ ہم فرمانبردار ہیں۔

سورۃ النساء کی بیالیسویں آیت ہے: ﴿فَكَيْفَ اِذَا جِئْنَا مِنْ كُلِّ اُمَّةٍ بِشَهِيْدٍ وَّجِئْنَا بِكَ عَلٰى هٰٓؤُلَآءِ شَهِيْدًا﴾۔ پس کیا حال ہو گا جب ہم ہر ایک امّت میں سے ایک گواہ لے کر

آئیں گے۔اور ہم تجھے ان سب پر گواہ بنا کر لائیں گے۔

عَنْ زَيْدِ بْنِ اَرْقَمَ قَالَ: سَمِعْتُ نَبِيَّ اللّٰهِ ﷺ يَقُوْلُ: كَانَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ يَقُوْلُ فِيْ دُبُرِ صَلَاتِهٖ. "اَللّٰهُمَّ! رَبَّنَا وَرَبَّ كُلِّ شَيْءٍ اَنَا شَهِيْدٌ اَنَّكَ اَنْتَ الرَّبُّ وَحْدَكَ لَاشَرِيْكَ لَكَ، اَللّٰهُمَّ رَبَّنَا وَرَبَّ كُلِّ شَيْءٍ، اَنَا شَهِيْدٌ اَنَّ مُحَمَّدًا عَبْدُكَ وَرَسُوْلُكَ، اَللّٰهُمَّ! رَبَّنَا وَ رَبَّ كُلِّ شَيْءٍ، اَنَا شَهِيْدٌ اَنَّ الْعِبَادَ كُلَّهُمْ اِخْوَةٌ، اَللّٰهُمَّ رَبَّنَا وَرَبَّ كُلِّ شَيْءٍ اجْعَلْنِيْ مُخْلِصًا لَكَ وَ اَهْلِيْ فِيْ كُلِّ سَاعَةٍ فِي الدُّنْيَا وَالْاٰخِرَةِ يَا ذَاالْجَلَالِ وَالْاِكْرَامِ اِسْمَعْ وَاسْتَجِبْ۔(ابوداؤد، کتاب الوتر، باب ما يقولُ الرَّجُل اذا سَلَّم)

حضرت زید بن ارقم رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں کہ مَیں نے نبی ﷺ کو یہ فرماتے ہوئے سنا:"اے اللہ! جو ہمارا بھی رب ہے اور ہر چیز کا بھی رب ہے مَیں اس بات کی گواہی دیتا ہوں کہ تو رب ہے اور تو واحد ہے۔ تیرا کوئی شریک نہیں۔ اے اللہ! جو ہمارا بھی رب ہے اور ہر چیز کا بھی رب ہے مَیں اس بات پر گواہ ہوں کہ محمدؐ تیرا بندہ اور تیرا رسول ہے۔ اے اللہ! جو ہمارا بھی رب ہے اور ہر چیز کا بھی رب ہے مَیں اس بات کی گواہی دیتا ہوں کہ تمام بندے آپس میں بھائی ہیں۔ اے اللہ! جو ہمارا بھی رب ہے اور ہر چیز کا بھی رب ہے مجھے اور میرے اہل کو دنیا اور آخرت کی ہر ساعت میں اپنا مخلص بنا۔ اے جلال و اکرام والے خدا! میری دعا کو سن اور اسے قبول فرما"۔(ابوداؤد، کتاب الوتر، باب ما يقولُ الرَّجُل اذا سَلَّم)

علامہ فخرالدین رازیؒ سورۃ النساء کی آیت ﴿فَكَيْفَ اِذَا جِئْنَا مِنْ كُلِّ اُمَّةٍ بِشَهِيْدٍ وَّجِئْنَا بِكَ عَلٰى هٰؤُلَآءِ شَهِيْدًا﴾(النساء: ۴۲) کی تفسیر کرتے ہوئے تحریر کرتے ہیں کہ روایت ہے کہ نبی ﷺ نے عبداللہ بن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو مخاطب کر کے فرمایا: مجھے قرآن پڑھ کر سناؤ۔ اس پر عبداللہ بن مسعودؓ نے عرض کی یا رسول اللہ! مجھے تو آپ نے قرآن سکھایا ہے۔ اس پر آنحضور ﷺ نے فرمایا: مَیں پسند کرتا ہوں کہ کسی دوسرے سے قرآن سنوں۔ ابن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ کہتے ہیں اس پر مَیں نے سورۃ النساء پڑھنی شروع کی تو جب میں اس آیت ﴿فَكَيْفَ اِذَا جِئْنَا مِنْ كُلِّ اُمَّةٍ بِشَهِيْدٍ وَّجِئْنَا بِكَ عَلٰى هٰؤُلَآءِ شَهِيْدًا﴾(النساء: ۴۲) پر پہنچا تو رسول اللہ ﷺ رونے لگے۔ ابن مسعودؓ کہتے ہیں آنحضور ﷺ کی یہ کیفیت دیکھ کر مَیں نے قرآن پڑھنا بند کر دیا۔

سدیؒ کہتے ہیں کہ محمد ﷺ کی امت رسل کی طرف سے یہ شہادت دے گی کہ انہوں نے پیغام پہنچا دیا ہے۔ اور رسول اللہ ﷺ اپنی اُمت کی اس تصدیق کی گواہی دیں گے۔ اسی لئے اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے ﴿جَعَلْنٰكُمْ اُمَّةً وَّسَطًا لِّتَكُوْنُوْا شُهَدَآءَ عَلَى النَّاسِ وَيَكُوْنَ الرَّسُوْلُ عَلَيْكُمْ شَهِيْدًا﴾۔

اور حضرت عیسیٰؑ سے حکایتاً قرآن کریم میں آتا ہے کہ انہوں نے کہا ﴿كُنْتُ عَلَيْهِمْ شَهِيْدًا مَّا دُمْتُ فِيْهِمْ﴾۔ اہل عرب کی عادت میں سے یہ ہے کہ وہ اس شے کا بارہ میں جس کے واقعہ ہونے کی وہ توقع رکھتے ہیں کہتے ہیں "كَيْفَ بِكَ اِذَا كَانَ كَذَا وَكَذَا"۔ یعنی تیری اس وقت کیا کیفیت ہوگی جب فلاں فلاں معاملہ واقعہ ہوگا۔ اور جب فلاں شخص فلاں کام کرے گا یا فلاں وقت آئے گا؟ اسی طرح اس کلام سے یہ مراد ہے کہ قیامت کے روز اس وقت تمہاری کیا کیفیت ہوگی جب ہر اُمت پر اللہ تعالیٰ اس کے رسول کو گواہ کے طور پر لائے گا۔ اور تمہیں (اے محمدؐ!) ان سب پر گواہ کے طور پر لائے گا۔ اور اس سے مراد آنحضورؐ کی وہ قوم ہے جو قرآن کی مخاطب ہے جن کو آنحضور ﷺ نے دیکھا اور جن کے حالات کو آپؐ جانتے ہیں پھر ہر زمانہ کے لوگ اپنے دیگر لوگوں پر جنہیں وہ دیکھیں گے اور جن کے احوال کا وہ مشاہدہ کریں گے گواہی دیں گے۔ اسی معنی میں عیسیٰؑ نے ﴿كُنْتُ عَلَيْهِمْ شَهِيْدًا مَّا دُمْتُ فِيْهِمْ﴾ فرمایا ہے۔

(تفسیر کبیر رازیؒ)

حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام فرماتے ہیں:-

"اللہ جل شانہٗ نے اسلامی اُمت کے کُل لوگوں کے لئے ہمارے نبی ﷺ کو شاہد ٹھہرایا ہے اور فرمایا:...... وَ جِئْنَابِكَ عَلٰى هٰؤُلَآءِ شَهِيْدًا۔(شہادۃ القرآن۔ صفحہ ۶۷)

پھر حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام مزید فرماتے ہیں:-

"جب اُن قوموں میں ایک مدت دراز گزرنے کے بعد باہمی تعلقات پیدا ہونے شروع ہوگئے اور ایک ملک کا دوسرے ملک سے تعارف اور شناسائی اور آمد و رفت کا کسی قدر دروازہ بھی کھل گیا اور دنیا میں مخلوق پرستی اور ہر ایک قسم کا گناہ بھی انتہا کو پہنچ گیا۔ تب خدا تعالیٰ نے ہمارے نبی ﷺ سیدنا حضرت محمد مصطفیٰ ﷺ کو دنیا میں بھیجا تا بذریعہ اس تعلیم قرآنی کے جو تمام عالم کی طبائع کے لئے مشترک ہے، دنیا کی تمام متفرق قوموں کو ایک قوم کی طرح بنادے اور جیسا کہ وہ واحد لاشریک ہے اُن میں بھی ایک وحدت پیدا کرے اور تا وہ سب مل کر ایک وجود کی طرح اپنے خدا کو یاد کریں اور اُس کی وحدانیت کی گواہی دیں اور تا پہلی وحدت قومی جو ابتدائے آفرینش میں ہوئی اور آخری وحدت اقوامی جس کی بنیاد آخری زمانہ میں ڈالی گئی یعنی جس کا خدا نے آنحضرت ﷺ کے مبعوث ہونے کے وقت میں ارادہ فرمایا، یہ دونوں قسم کی وحدتیں خدائے واحد لاشریک کے وجود اور اُس کی وحدانیت پر دوہری شہادت ہو کیونکہ وہ واحد ہے اس لئے اپنے تمام نظام جسمانی اور روحانی میں وحدت کو دوست رکھتا ہے۔"

(چشمہ معرفت۔ صفحہ ۸۲)

حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کا الہام ہے ۱۸۸۲ء کا:

"کچھ عرصہ ہوا...... ایک صاحب نور احمد نامی جو حافظ اور حاجی بھی ہیں۔ بلکہ شاید کچھ عربی دان بھی ہیں۔ اور واعظ قرآن ہیں۔ اور خاص امرتسر میں رہتے ہیں۔ اتفاقاً اپنی درویشانہ حالت میں سیر کرتے کرتے یہاں بھی آ گئے...... چونکہ وہ ہمارے ہی یہاں ٹھہرے اور اس عاجز پر انہوں نے خود آپ ہی یہ غلط رائے جو الہام کے بارے میں اُن کے دل میں تھی" (کہ الہام انسان کے دماغی خیالات ہی کا نام ہے) یہ رائے انہوں نے "مدعیانہ طور پر ظاہر بھی کر دی۔ اس لئے دل میں بہت رنج گزرا۔ ہر چند معقولی طور پر سمجھایا گیا کچھ اثر مترتب نہ ہوا۔ آخر توجہ الی اللہ تک نوبت پہنچی۔ اور ان کو قبل از ظہور پیشگوئی بتلایا گیا کہ خداوند کریم کی حضرت میں دعا کی جائے گی کچھ تعجب نہیں کہ وہ دعا بہ پایۂ اجابت پہنچ کر کوئی ایسی پیشگوئی خداوند کریم ظاہر فرماوے۔ جس کو تم بچشم خود دیکھ جاؤ۔

سو اُس رات اس مطلب کے لئے قادر مطلق کی جناب میں دعا کی گئی علی الصباح بہ نظر کشفی ایک خط دکھلایا گیا۔ جو ایک شخص نے ڈاک میں بھیجا ہے۔ اُس خط پر انگریزی زبان میں لکھا ہوا ہے۔ آئی ایم کورلر (I am Quarreller)۔ اور عربی میں یہ لکھا ہوا ہے۔ هٰذَا شَاهِدٌ نَزَّاغٌ اور یہی الہام حکایۃً عن الکاتب القا کیا گیا۔ اور پھر وہ حالت جاتی رہی۔

چونکہ یہ خاکسار انگریزی زبان سے کچھ واقفیت نہیں رکھتا۔ اس جہت سے پہلے علی الصباح میاں نور احمد صاحب کو اس کشف اور الہام کی اطلاع دے کر اور اس آنے والے خط سے مطلع کر کے پھر اسی وقت ایک انگریزی خوان سے اس انگریزی فقرہ کے معنے دریافت کئے گئے۔ تو معلوم ہوا کہ اس کے یہ معنے ہیں کہ میں جھگڑنے والا ہوں۔ سو اس مختصر فقرہ سے یقیناً یہ معلوم ہو گیا کہ کسی جھگڑے کے متعلق کوئی خط آنے والا ہے اور هٰذَا شَاهِدٌ نَزَّاغٌ جو کاتب

کی طرف سے دوسرا فقرہ لکھا ہوا دیکھا تھا اس کے یہ معنے کھلے کہ کاتبِ خط نے کسی مقدمہ کی شہادت کے بارے میں وہ خط لکھا ہے۔

اُسی دن حافظ نور احمد صاحب بہ باعثِ بارشِ باران امرتسر جانے سے روکے گئے۔ اور درحقیقت ایک سماوی سبب سے ان کا روکا جانا بھی قبولیتِ دعا کی ایک جز تھی۔ تا وہ جیسا کہ ان کے لئے خدائے تعالیٰ سے درخواست کی گئی تھی پیشگوئی کے ظہور کو بچشمِ خود دیکھ لیں۔ غرض اُس تمام پیشگوئی کا مضمون ان کو سنا دیا گیا۔ شام کو اُن کے روبرو پادری رجب علی صاحب مہتمم ومالک مطبع سفیر ہند کا یک خط رجسٹری شدہ امرتسر سے آیا۔ جس سے معلوم ہوا کہ پادری صاحب نے اپنے کاتب پر جو اسی کتاب کا کاتب ہے عدالتِ خفیفہ میں نالش کی ہے۔ اور اس عاجز کو ایک واقعہ کا گواہ ٹھہرایا ہے۔ اور ساتھ اس کے ایک سرکاری سمن بھی آیا۔ اور اس خط کے آنے کے بعد وہ فقرہ الہامی یعنی هٰذَا شَاهِدٌ نَزَّاغٌ جس کے یہ معنے ہیں کہ یہ گواہ تباہی ڈالنے والا ہے۔ ان معنوں پر محمول معلوم ہوا کہ مہتمم مطبع سفیر ہند کے دل میں بہ یقین کامل یہ مرکوز تھا کہ اس عاجز کی شہادت جو ٹھیک ٹھیک اور مطابق واقعہ ہوگی بباعث وثاقت اور صداقت اور نیز بااعتبار اور قابلِ قدر ہونے کی وجہ سے فریق ثانی پر تباہی ڈالے گی۔ اور اسی نیت سے مہتمم مذکور نے اس عاجز کو ادائے شہادت کے لئے تکلیف بھی دی۔ اور سمن جاری کرایا۔

اور اتفاق ایسا ہوا کہ جس دن یہ پیشگوئی پوری ہوئی اور امرتسر جانے کا سفر پیش آیا۔ وہی دن پہلی پیشگوئی کے پورے ہونے کا دن تھا۔ سو وہ پہلی پیشگوئی بھی میاں نور احمد صاحب کے روبرو پوری ہو گئی۔ یعنی اُسی دن جو دس دن کے بعد کا دن تھا۔ روپیہ آ گیا۔ اور امرتسر بھی جانا پڑا۔ فالحمد للہ علی ذالک"۔(براہین احمدیہ حصہ چہارم۔ صفحہ ۴۷۱۔۴۷۴۔حاشیہ در حاشیہ نمبر۳)۔(تذکرہ صفحہ ۵۵تا ۵۷۔ مطبوعہ ربوہ ۱۹۶۹ء)

الہام 1883ء: "ایک مرتبہ اس عاجز نے خواب میں دیکھا کہ ایک عالیشان حاکم یا بادشاہ کا ایک خیمہ لگا ہوا ہے اور لوگوں کے مقدمات فیصل ہو رہے ہیں اور ایسا معلوم ہوا کہ بادشاہ کی طرف سے یہ عاجز محافظ دفتر کا عہدہ رکھتا ہے۔ اور جیسے دفتروں میں مثلیں ہوتی ہیں، بہت سی مثلیں پڑی ہوئی ہیں اور اس عاجز کے تحت میں ایک شخص نائب محافظ دفتر کی طرح ہے۔ اتنے میں ایک اردلی دوڑتا آیا کہ مسلمانوں کی مثل پیش ہونے کا حکم ہے، وہ جلد نکالو۔ پس یہ رؤیا بھی دلالت کر رہی ہے کہ عنایات الٰہیہ مسلمانوں کی اصلاح اور ترقی کی طرف متوجہ ہیں۔ اور یقین کامل ہے کہ اُس قوت ایمان اور اخلاص اور توکّل کو جو مسلمانوں کو فراموش ہو گئے ہیں، پھر خداوند کریم یاد دلائے گا اور بہتوں کو اپنے خاص برکات سے متمتع کرے گا کہ ہر ایک برکت ظاہری اور باطنی اُسی کے ہاتھ میں ہے۔"(مکتوبات احمدیہ۔ جلد اوّل۔ صفحہ ۱۹۔۲۰)